ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (جنوری 1954ء)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

مصنف:

مولانا حکیم سید عبدالحیٰ صاحب مرحوم

(سابق ناظم ندوۃ العلماء)





مرسلہ:

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کی خدمت میں!

(از مولانا حکیم سید عبد الحئی صاحب مرحوم)

(مرسلہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ)

"دار العلوم کی اس اشاعت میں مولانا حکیم سید عبد الحئی سابق ناظم ندوۃ العلماء کے سفری روزنامچہ کا وہ حصہ پیش کیا جا رہا ہے جو گنگوہ کی حاضری اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کی زیارت و ملاقات کے متعلق ہے۔ حکیم صاحب مرحوم نے یہ سفر ۱۳۱۲ھ میں کیا تھا، گویا ان اوراق میں ساٹھ برس پیشتر کی تصویر پیش کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے وہ حصہ شائع ہو چکا ہے جو دیوبند کی حاضری کے متعلق تھا۔"

(مدیر)

روز پنجشنبہ یازدہم شعبان ۱۳۱۲ھ

علی الصبح گاڑی آگئی اور ہم لوگ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر روانہ ہوئے فنائے سہارنپور تک ملا۔ عنایت اللہ صاحب تھانہ دار منشی و مولوی نظام الدین صاحب بطریق مشایعت کے ساتھ آئے، پھر ہمنے اُن کو باصرار واپس کیا۔ تقریباً ایک بجے ہم انبیہٹہ پہونچے، اُتر کر جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی اُس کے بعد حضرت شاہ ابو المعالیؒ کی درگاہ پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھا۔ پھر سوار ہو کر عصر کے وقت گنگوہ پہونچے۔ شہر کے باہر ایک محلّہ ہے سرائے پیرزادگان اُس میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا دولت خانہ ہے، شہر مثل اور قصبوں کے نہایت پُر رونق اور آباد ہے بلکہ اس طرف کے جس قدر قصبے دیکھے گئے نہایت ہی آباد ہیں، اودھ کے اکثر شہروں سے زیادہ اُن میں رونق ہے اور اکثر قصبوں میں میونسپلٹی کا انتظام ہے، پانی پت اور دیوبند اور گنگوہ اس بارے میں خاص کر ذکر کے قابل ہیں، بہر حال ہم سرائے پیرزادگان میں آئے، پہلے خانقاہ کے باہر ایک نشست کے مکان میں جو نہایت آراستہ تھا۔ مولانا کے صاحبزادے حکیم مسعود احمد صاحب ملے، ترکی ٹوپی اور قمیض پہنے ہوئے بیٹھے تھے، میں سمجھا کوئی جنٹلمین ہے، اُنہوں نے فرمایا کہ خانقاہ تشریف لے چلیے مولانا وہیں ہیں، ہم خانقاہ آئے، حضرت مولوی صاحب استنجا کر رہے تھے، فرمایا کمرہ میں چلو ہم گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد نکل کر مسجد آئے، نماز پڑھی۔ پھر کمرے میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے، بھائی جی[1] مسجد ہی میں رہے۔ مجھ سے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا رائے بریلی کے، پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا، حضور کی زیارت کے واسطے کہنے لگے مطلب کہو، بے مطلب کون کس کی زیارت کرتا ہے؟ میں نے کہا، مطلب کچھ بھی نہیں، یہی مطلب ہے کہ ہم زیارت کو آئے ہیں، کہا، دوسرے کون ہیں؟ میں نے کہا، میرے بھائی ہیں، کہا بڑے بھائی ہیں؟ میں نے کہا بڑے بھائی میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ میں نے کہا، مولوی ابو القاسم صاحب[2] نے آپ کو سلام عرض کیا ہے، کہا مولوی صاحب اچھے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، پوچھا کہ وہ رائے بریلی گئے ہیں؟ میں نے کہا، ارادہ تو تھا مگر میرے سامنے تک نہیں گئے تھے کہا، وہ تمہارے کون ہیں؟ میں نے کہا، بھائی ہیں، کہا،

---

[1] "بھائی جی" سے مُراد مصنف کے پھوپھی زاد بھائی سید خلیل الدین احمد صاحب مرحوم

[2] مصنف کے ماموں زاد بھائی مولوی سید ابو القاسم صاحب ہنسوی مرحوم جو حضرت حاجی صاحبؒ اور مولانا گنگوہیؒ سے تعلق و مراسلت رکھتے تھے۔

سگے بھائی ہیں ؟ میں نے کہا، ماموں زاد، کہا سگے ماموں کے ہو ؟ میں نے کہا، جی ہاں، کہا، اُن کی کیا عمر ہے ؟ میں نے کہا، پینتیس ۳۵، چھتیس ۳۶ برس کی، کہا ابھی نوعمر ہیں، اس کے بعد میں نے کہا، شیخ عبدالخالق صاحب[1] نے آپ کو سلام کہا ہے، کہا کہ شیخ صاحب اچھے ہیں ؟ میں نے کہا، جی ہاں! میں نے کہا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب[2] و مولوی حبیب علی صاحب[3] وغیرہ نے بھی سلام عرض کیا ہے، کہا، سب اچھے ہیں ؟ - میں نے کہا، سب اچھے ہیں - اُس کے بعد میں نے کہا کہ میں مسلسل بالاولیہ سُننا چاہتا ہوں ؟ کہنے لگے کہ اس کی سند خود مجھ کو نہیں ہے، شاہ صاحب کے یہاں جا کر سبق میں شریک ہو گیا تھا، نہ مسلسل بالاولیہ کی سند ہے، نہ مسلسل بالتمر و مسلسل بالمصافحہ کی، تبرک کے واسطے لوگ سند کر لیتے ہیں ورنہ یہ گڑیوں کا کھلونا ہے، مجھ کو کبھی اس کا خیال نہیں ہوا، اصل مقصود کی طرف توجہ رہی، اصل مقصود یہ ہے کہ اشکالِ حدیث کا حل کیا جائے، تعارض دفع کیا جائے، مسئلہ ثابت کیا جائے، تفقہ حاصل ہو، اس کی طرف میرا خیال رہا۔ حنفی، شافعی جو ہوں اپنا مسئلہ ثابت کریں، مولوی عبدالقیوم صاحب[4] کی زیارت ہوئی سو اُن سے بھی میں نے نہیں عرض کیا، ایک اُستاد نے میرے کسی کو اجازت دی مجھ کو بھی بلا بھیجا، میں نے اُن سے عذر کر دیا کہ مجھ کو اس سے کیا حاصل، جو بکار آمد چیز ہے وہ حاصل ہونی چاہئے اگر تم کہو جیسی کچھ ناقص ہے وہ سُنا دوں ؟ میں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد کہا، تم نے کس کس سے پڑھا ہے ؟ میں نے سب حال بیان کیا۔ اس کے بعد کہا کہ اب آرام کرو، تھکے ماندے ہو، میں اُٹھ کر باہر آیا، مولوی صاحب بہت ضعیف و نحیف ہیں عمر کی حیثیت سے ضعف نہیں ملتا کیونکہ عمر غالباً ساٹھ ۶۰ سے کچھ ہی متجاوز ہو گی، بڑھاپے کے ایسے آثار نمودار نہیں ہیں بلکہ بیماری کا ضعف ہے، چہرہ سے نحافت معلوم ہوتی ہے، قد بالا اور گورے چٹے آدمی ہیں، داڑھی بھری ہوئی ہے لا نبی کھچڑی بال، مزاج میں کسی قدر تند معلوم ہوتے ہیں یا شاید بیماری کی وجہ سے ہو گئے ہوں وقار و ہیبت غالب ہے، سکوت و وقار کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں، کسی کو زیادہ مجال گفتگو کی نہیں ہے، سب چُپ سامنے ہر وقت بیٹھے رہتے ہیں، بیماری کی وجہ سے مسجد نہیں آسکتے تھے مرض نے پھر اعادہ کیا تھا، کل سے مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں، نماز پنجوقتہ خود ہی پڑھاتے ہیں، قرأت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجوید قرأت میں دخل رکھتے ہیں، بہت صاف اور سیدھی آواز میں پانی پت کے لہجے میں پڑھتے ہیں، مغرب اور عشاء کی نماز حسب معمول خود پڑھائی، جس وقت وہ تشریف لاتے ہیں اُسی وقت تکبیر ہوتی ہے لوگ پہلے سے منتظر رہتے ہیں، مولوی صاحب کے لباس و مکان میں بہت تجمل ہے سب چیزیں آراستہ قرینہ سے رکھی ہوئی، دو دو دیوار گھڑی، قالین کی جانماز اُس پر اونی چوتھی جو پرت بچھی ہوئی چھوٹے چھوٹے تکئے رکھے ہوئے، ایک عمدہ پلنگڑی اُس پر گدہ گدے پر سفید چاندنی، دُلائی نہایت عمدہ۔ الماری میں قرینہ سے کتابیں چُنی ہوئی، چٹائی کا کمرے میں فرش نہایت صاف شفاف۔ بہر حال نہایت تجمل کے ساتھ مگر سادگی کے انداز میں رہتے ہیں، اُسی کمرہ کے سامنے جو حجرہ ہے اُس میں میرے رہنے کا حکم ہوا۔

(۱۲) روز جمعہ دوازدہم شعبان ۱۳۱۲ھ

صبح کو اُٹھ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر خاکسار مولوی صاحب کی خدمت میں گیا۔ اندر کے کمرے میں پلنگڑی پر لیٹے ہوئے تھے ایک صاحب اور بیٹھے تھے، کچھ لوگ باہر کے کمرے میں ادب سے سر جُھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں بھی باہر ہی بیٹھنے لگا، آواز دے کر کہا، اندر آجاؤ، میں اور بھائی جی اندر گئے، فرمایا معاف کرنا میں معذور ہوں، میں نے کہا، آپ آرام سے لیٹے رہیں۔ یہ کہہ کر فرش پر میں بیٹھ گیا، مجھ سے فرمایا کہ کل مسلسل کی نسبت

[1] و [2] و [3] یہ سب حضرات مولانا عبدالسلام صاحب ہسوی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی سے تعلق رکھتے تھے اور مولانا گنگوہی سے عقیدت و اخلاص رکھتے تھے۔

[4] مفتی عبدالقیوم صاحب بڑھانوی قاضی ریاست بھوپال، حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڑھانوی خلیفہ حضرت سید شہید کے صاحبزادے۔ ۱۲

آپ نے کہا تھا، خیر جیسی ہو ناقص ہو یا کامل سُنائے دیتا ہوں:-
الرّاحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّمآءِ۔ اس کی سند یہ ہے کہ میں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے سُنا، میں جب شاہ صاحبؒ کی خدمت میں گیا تو پہلے سے وہ اُن کے یہاں پڑھتے تھے مجھ کو یاد نہیں پہلے بھی اُن سے حدیث کا مذاکرہ مجھ سے ہوا ہے یا نہیں، اُنہوں نے شاہ عبدالغنی صاحب سے سُنا، اور شاہ صاحب نے مولٰنا محمد اسحٰق صاحب سے اور مولٰنا محمد اسحٰق صاحب نے شاہ عبدالعزیز صاحب سے اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے شاہ ولی اللہ صاحب سے، اور اُن کی سند سب کہیں مشہور ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کچھ بھوپال کا حال پوچھتے رہے، پھر فرمایا، کہ بھوپال سے کب آئے؟ میں نے کہا، چار پانچ مہینے ہوئے، فرمایا، کچھ درس تدریس ہوتی ہے؟ میں نے کہا، ابتک اتفاق نہیں ہوا لیکن اب ارادہ ہے۔ فرمایا، رائے بریلی میں؟ میں نے کہا، نہیں وہ چھوٹا شہر ہے لکھنؤ میں ہے، فرمایا، کہ لکھنؤ کتنی دُور ہے؟ میں نے کہا کہ بیس۲۰ کوس ہے دو۲ گھنٹے کا راستہ ہے اور ریل بھی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ رائے بریلی ایک چھوٹا شہر ہے اور غریب خانہ خاص شہر میں بھی نہیں ہے بلکہ ایک مقام ہے تکیہ ایک میل کے فاصلے پر، اُس میں ہے، کہنے لگے، آپ تکیہ[1] کے رہنے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! کہنے لگے، وہ ایک محلہ ہے؟ میں نے کہا، سوادِ شہر میں ہے محلّے کے طور پر نہیں ہے، کہنے لگے، بڑی بستی ہے؟ میں نے کہا، نہیں ہمیں لوگوں کے مکانات ہیں، کہنے لگے پچاس ساٹھ۶۰ آدمی ہوں گے؟ میں نے کہا، کُل برادری اِتنی ہوگی لیکن اب جو تکیہ میں رہتے ہیں وہ دس بارہ۱۲ سے زیادہ نہ ہوں گے، کہنے لگے ایک صاحب پہلے آئے تھے، میاں عرفان[2]، حضرت سید صاحب کے بھائی کے نواسے، میں نے عرض کیا، وہ سید صاحب کے نواسے ہیں اور اُن کے بھائی کے پوتے[3]، فرمایا، کہ حضرت کی اولاد صلبی بھی ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، دو۲ صاحبزادیاں تھیں، بڑی صاحبزادی کے جو بیٹے تھے وہ میرے پھوپھا تھے، اُن کا انتقال ہوگیا، دوسری صاحبزادی کے تین۳ بیٹے ہیں مولوی عرفان صاحب، اور اُن کے بھائی۔ اِسی طور پر کچھ دیر خاندان کی نسبت باتیں کرتے رہے پھر اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر تشریف لائے، کھانا آیا ہم سب نے کھایا، پھر نماز کی تیاریاں ہوئیں مسجد گئے، مولوی صاحب کے صاحبزادے بھی آئے، ایک صوف کا سیاہ چوغا اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے، پھر مولوی صاحب تشریف لائے، ایک شالی سیاہ عمامہ باندھے ہوئے اور دوہرے انگرکھے اوپر ایک فاختئی رنگ بانات کا کوٹ پہنے ہوئے جس کے اطراف طلائی لیس دو انگل کی ٹکی ہوئی اور لیس کے اوپر انگریزی کلابتو کا نہایت عُمدہ کام، اور آستینوں میں تُرنج بنی ہوئی، جب مسجد آئے تو لوگ کھڑے ہونے لگے، فرمایا، بیٹھے رہو، آکر اوّل صف میں ایک جگہ جانماز جو بچھی ہوئی تھی بیٹھ گئے سنّت پڑھ کر خود ہی خطبہ پڑھا، مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب کا جمع کیا ہوا، اس کے بعد وہی جو تہی پیش امام کے مصلّے پر بچھادی گئی اُس پر نماز پڑھائی، اِس کے بعد سنّتیں پڑھ کر کمرے میں آئے، باہر کے کمرے میں چارپائی بچھادی گئی تھی اُس پر لیٹ گئے، اور ملنے والے اُس کے گرد فرش پر بیٹھ گئے، ہم بھی جاکر بیٹھے، لوگ اپنی اپنی عرض معروض کرتے رہے وہ لیٹے ہوئے تسبیح پڑھتے جاتے تھے۔ بھائی جی نے بیعت کی استدعا کی سلسلۂ احمدیہ میں، فرمایا، شاہ عبدالخالق صاحب آپ کے قریب ہیں اُن سے بیعت کیجئے! وہ سلسلۂ احمدیہ میں بیعت لیں گے، میں سلسلۂ چشت میں بیعت لیتا ہوں اور میرے یہاں کچھ ہے نہیں آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بھائی جی نے کہا، میں دخول سلسلہ چاہتا ہوں، فرمایا، کہ

---

[1] تکیہ کلاں یا دائرۂ شاہ علم اللہ وہ بستی ہے جس میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی ولادت اور نشو و نما ہوا۔ ۱۲ ؁

[2] مولٰنا سید محمد عرفان بڑے عالم، زاہد اور متبع سنّت بزرگ تھے، سید صاحبؒ کے باقیات الصالحات اور یادگار سلف بزرگوں میں تھے، رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ؁

[3] سید محمد اسحاق صاحب مرحوم جو سید صاحبؒ کے حقیقی نواسے اور ان کے حقیقی بھائی مولٰنا سید اسحٰق کے پوتے تھے رحمۃ اللہ علیہم ۱۲

لوگ بیعت کرنے کے بعد پھر کچھ اور آرزو کرتے ہیں تو مجھ کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، شاہ عبدالخالق صاحب، شاہ احمد سعید صاحب کے سلسلۂ احمدیہ میں ہیں، اُن سے بیعت کیجیے، بھائی جی نے کہا، میں سلسلۂ احمدیہ میں حضرت سیّد صاحب کے سلسلہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں، فرمایا، کہ البتہ اُن کے سلسلہ میں میں داخل تو کر سکتا ہوں ہمارے بڑے میاں صاحب[1] سیّد صاحبؒ کے مُرید تھے اس کا میں ذمّہ دار ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ داخل ہو جائیں گے، لیکن اور کچھ فائدہ نہ ہوگا، میرا کام پڑھنا پڑھانا ہے اگر آپ کو صرف دخول سلسلہ مقصود ہو تو بہتر ہے بعد نماز عصر کے، لیکن استخارہ کر لیجیے، بھائی جی نے کہا، میں استخارہ کر چکا ہوں، فرمایا کہ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر دُعائے استخارہ پڑھیے۔ اس کے بعد میں اُٹھ آیا، عصر کے بعد پھر حاضر ہوا، خود بدولت اندر کے کمرے میں تھے، میں اور بھائی جی باہر کے کمرے میں بیٹھے، دیکھ کر بھائی جی کو اشارہ کیا، آئیے وہ اندر گئے، مجھ سے کہا، آپ وہیں بیٹھیے، میں بیٹھا رہا، لیکن بسبب قُرب گفتگو سُنتا جاتا تھا پہلے بیعت کے مسئلہ پر گفتگو کی اُس کے احکام اور اقسام کا نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور غرض و غایت اُس کی بیان کی، پھر خانوادوں کا ذکر کیا، اُس کے اختلاف کا بیان کیا پھر خطبۂ مسنونہ پڑھ کر بیعت مسنونہ لی، اور توبہ کرائی اس کے بعد ذکر تلقین کیا جب سب مراتب طے ہو گئے تو مجھ کو بُلایا، میں اندر گیا، فرمایا، کہ سب مشائخ طبیب اُمّت ہیں اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے اعتبار سے طُرق اُنھوں نے رکھے ہیں سب کا مآل ایک ہے اور سب کا خلاصہ اتّباعِ سنّت ہے، بعد کو لوگوں نے بدعتیں داخل کی تھیں، اُن کے مجدّد حضرت سیّد صاحب ہوئے، جس کو جس سے عقیدت ہو اُس کے طریقہ میں داخل ہو جائے فائدہ ہوگا، پھر فرمایا کہ مجھ کو حضرت سیّد صاحب کے ساتھ محبّت و عقیدت اعلیٰ درجہ کی ہے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ وہ اپنے پیر شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھ کر ہیں، باقی خدا جانے کون بڑھ کر ہے، لیکن میرے دل میں ہمیشہ یہی آتا ہے، میں اپنے قلب کا مختار نہیں ہوں، یہ کچھ خدا کی طرف سے ہے، پھر میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ تُو ہی جانے میں مجبور ہوں، شاہ صاحب کے پہلے بھی اس خاندان میں اتباعِ سنت تھا مگر حضرت نے نہایت درجہ کو اتباع کیا، ہندوستان میں نُور پھیلا دیا، علماء کہتے ہیں کہ وہی کتابیں اب بھی ہیں لیکن اب خُدا جانے کیا بات ہو گئی ہے، جو اُن کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھا اُس میں وہی رنگ آگیا جس میں زیادہ اتباعِ سنت ہو وہی ولی کامل ہے، میرا تو عقیدہ یہی ہے، کہ سیّد صاحبؒ اپنے پیر سے بڑھ کر ہیں، میں اُن کے دیکھنے والوں میں سے بہت کم لوگوں سے ملا ہوں۔ لیکن انبیہٹہ کے ایک حاجی صاحب تھے، تھے تو وہ بہت کم استعداد لیکن اُن کی عجیب حالت تھی اُن کی صحبت میں بہت رہا ہوں، میرے دادا پیر میاں جی نور محمد صاحب، حضرت کے مُرید تھے۔ اور اُن کے پیر حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب بھی سیّد صاحب کے مُرید تھے، یہ دو طریقے حضرت کے سلسلہ کے ہیں، مجھ کو سب سے زیادہ حضرت سے محبّت و عقیدت ہے میں اپنے قلب سے مجبور ہوں، یہ اللہ ہی کی طرف سے کوئی بات ہے، اس کے بعد اور لوگ آگئے اور اپنی اپنی عرض و معروض کرنے لگے، ہم اُٹھ آئے وہاں سے اُٹھ کر مولوی مسعود احمد صاحب سے ملنے گئے انھوں نے نہایت اعزاز و اکرام سے بٹھایا، حالات پوچھتے رہے فرمایا کہ مولوی ابوالقاسم صاحب سے آپ کیا قرابت ہے؟ کل حضرت نے بعد مغرب مجھ سے فرمایا تھا کہ مولوی ابوالقاسم صاحب کے بھائی آئے ہیں۔ اس کے بعد بھائی جی نے کچھ اپنی علالتوں کا حال بیان کیا یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہوئی سب اُٹھ آئے، مغرب کی نماز کے بعد پھر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ اندر کے کمرے میں تھے کچھ لوگ باہر بیٹھے تھے، وہیں بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد کھانا آیا، کھانا کھا کر قیام گاہ پر واپس آیا۔ مولوی صاحب بھی نماز پڑھ کر چلے آئے، اب اندر کمرے کے ہیں مولوی صاحب کے اوقات جن کے ہمیشہ وہ پابند رہتے ہیں، یہ ہیں کہ بعد نماز صبح کے حجرے میں چلے جاتے ہیں، اشراق کے بعد خطوط

[1] حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ، میانجی صاحبؒ اور ان کے شیخ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ دونوں کو حضرت سیّد صاحبؒ سے براہِ راست بیعت تھی۔

ملاحظہ فرماتے ہیں، خطوط کے دوؔ حصّے کئے جاتے ہیں، ایک وہ جو احباب کے ہیں جن میں خیر و عافیت ہوتی ہے یا خیریت دریافت کی جاتی ہے، اُن کے جوابات اُسی وقت تحریر فرماتے ہیں، آٹھ بجے کے بعد درس شروع ہوتا ہے ۱۱ بجے تک اس میں مصروف رہتے ہیں، اس کے بعد کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ہیں پھر ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، نماز کے بعد خطوط کا دوسرا حصّہ یعنی وہ خطوط جو بطور استفتاء کے ہوتے ہیں ملاحظہ فرماتے ہیں اور اُن کے جوابات لکھتے ہیں ۲ بجے تک، دوؔ بجے کے بعد پھر درس شروع ہوتا ہے، اُس میں ۴ بجے تک مصروف رہتے ہیں، چار بجے عصر کی نماز پڑھتے ہیں، پھر باہر نشست فرماتے ہیں اور عام طور پر لوگوں سے ملتے ہیں جس کو جو کچھ کہنا سُننا ہوتا ہے وہ کہتا ہے اور خود بدولت سُنتے ہیں مغرب تک، مغرب کی نماز کے بعد پھر اندر بیٹھتے ہیں خاص خاص لوگ اُس وقت بھی حاضر ہو سکتے ہیں۔

مولوی صاحب کا یہ بھی دستور ہے کہ اوقات درس میں کسی سے گفتگو نہیں فرماتے، اب آجکل بیماری کی وجہ سے درس موقوف ہے، اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب بقیۃ السلف ہیں اُن کا وجود باجود مغتنمات میں سے ہے، اس تورع و استقامت کا دوسرا شیخ ان کے سوا اس زمانۂ عالم آشوب میں نظر نہیں آتا علم الٰہی میں جو کوئی ہو اُس کی خبر نہیں، مولوی صاحب کے اوصاف میں سب سے بڑا وصف تورع ہے جو تمام اوصاف کو شامل ہے، کف لسان اور صدق گفتار میں مولوی صاحب ضرب المثل ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے صدقے میں اس روسیاہ کے حال پر رحم فرمائے اس کے دل کی تاریکی دُور ہو اور کسی قدر چاشنی احسان کی عطا فرمائے ؎

الٰہی عبدک العاصی اتاک
مُقِرًا بالذنوب وقد دعاک

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین

شاہا ز کرم بر منِ درویش نگر ٭ بر حال منِ خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائشِ تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

(۱۳) روز شنبہ سیزدہم شعبان

آج بہت سویرے آنکھ کھلی، کواڑ کھول کر جو دیکھا تو ابھی بہت رات باقی تھی، اور پڑھنے کی آواز آرہی تھی خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت تلاوت فرما رہے ہیں یا تہجد میں قرآن پڑھتے ہوں۔ یہ قاصر الہمت پھر آکر لیٹ رہا، کچھ دیر کے بعد اذان ہوئی، اُٹھ کر پاخانے گیا، وہاں سے آکر وضو کر کے جماعت میں شریک ہوا۔ بعد نماز کے حضرت مولوی صاحب کے کمرے میں گیا، وہ اندر تھے کچھ لوگ باہر تھے یہ رُوسیاہ باہر ہی بیٹھ گیا، اور اپنی شامتِ اعمال اور خبث باطنی کے انجام کی فکر کرنے لگا افسوس صد ہزار افسوس عُمر کا ایک ربع اس بطالت اور بیہودگی میں گذرا کہ باوجود مُسلمانوں کے بدنام کرنے کے اب تک ایمان خالص اور اسلام کامل کا ایک حصّہ بھی نصیب نہیں ہوا، بوالہوسی حد سے زیادہ ہے، اور کام کچھ ہو نہیں سکتا، حُب جاہ و پراگندگی باطن ہر وقت مسلط رہتی ہے دیکھئے انجام کیا ہو ع

"سالیکہ نکو است از بہارش پیدا"

جس کی ابتداء بگڑ گئی اُس کے انجام کا خُدا حافظ ہے، یہ بھی ایک شامت ہے کہ ان بزرگوں کی خدمت میں پہونچکر اپنی بے استعدادی کی وجہ سے فیض سے محروم رہے، ع "زمینِ شور سنبل بر نیارد" جب قلب میں صلاحیت ہی نہیں تو کیا تاثیر ہو سکتی ہے، یہ بھی ایک شامت ہے کہ اِن بزرگوں کی خدمت میں پہونچکر پھر صحبت سے محروم رہ جائے، ای اللہ ای ہادی، اے مُرشد تُو ہی اس بے بہرہ کی دستگیری فرما! اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت، ولا راد لما قضیت، استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا سلمہم اللہ تعالےٰ برآمد ہوئے اور گھر تشریف لے گئے، بھائی جی کا ارادہ آج ہی روانگی کا ہے اور یہ رُوسیاہ بھی اُن کی رفاقت میں آج ہی جانے والا ہے، اِس وجہ سے بڑھ کر عرض کیا کہ میں رُخصت ہونا چاہتا ہوں، فرمایا، کھانا کھا کر جانا، پھر دوبارہ عرض کرنا داخل گُستاخی سمجھ کر چُپ ہو گیا،

اس کے بعد بعض بزرگ وہیں بیٹھ گئے یہ خاکسار بھی بیٹھ گیا، سید صاحبؒ کے فضائل وخصائص بیان کرنے لگے، اُن میں سے ایک نے کہا کہ "سب فضیلتیں ایک طرف اور یہ فضیلت ایک طرف کہ سید صاحبؒ کے مُریدوں میں اُن کا رنگ ایسا جم جاتا تھا کہ پھر کسی طرح اس میں تغیر نہیں آتا تھا، بلا کی تاثیر تھی، ایک مرتبہ جس نے اُن کی صحبت اختیار کرلی وہ پھر اُنھیں کا دم بھرنے لگتا تھا، مرد تو مرد عورتیں بھی جنھوں نے سواءِ ایکبار کے کبھی اُن کی زیارت نہیں کی، وہ ایسی پختہ ہوجاتی تھیں کہ پھر کسی طرح اپنے خیالات سے نہیں ٹلتی تھیں وہ کہتے تھے کہ میری والدہ سید صاحبؒ کی مُرید تھیں لیکن اس طور پر کہ جب نانوتہ سید صاحب تشریف لے گئے اور عورتوں نے مُرید ہونا چاہا تو ایک مکان میں وہ سب جمع کردی گئیں، سید صاحبؒ تشریف لائے، دروازے سے پگڑی پھینک دی سبھوں نے اُس کو تھام لیا اور توبہ کرلی، اُن عورتوں پر اچھی طرح وعظ وپند کا بھی اثر نہیں پڑ سکا۔ لیکن باوجود اس کے میری والدہ عقائدِ صحیحہ پر ایسی پختہ تھیں کہ اُن پر کسی کا جادو نہیں چل سکا، پیرزادوں میں اُن کی شادی ہوئی اور گنگوہ کے پیرزادے نہایت سخت، وہ سب ایک طرف بلکہ والد ایک طرف اور وہ ایک طرف، لیکن اگر اثر پڑا ہے تو اُنھیں کا دوسروں پر پڑا ہے اُن پر کسی کا اثر نہیں پڑا یہ بھی بیان کیا کہ جب سید صاحبؒ کاندھلہ تشریف لے گئے تو اُس وقت مولوی ابوالحسنؒ[له] صاحب سن رسیدہ تھے اُن کے صاحبزادے مولوی نورالحسن آٹھ دس برس کے تھے اور زیور پہنے ہوئے تھے، جب سید صاحبؒ تشریف لائے تو صاحبزادہ صاحب آکر بیٹھ گئے، سید صاحبؒ نے فرمایا، مولوی صاحب یہ کون ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا، بندہ زادہ، فرمایا، کہ یہ کیا پہنے ہوئے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ کچھ ایسی تقریر فرمائی کہ وہ شرمندہ ہوئے اور اُسی وقت اُنھوں نے اُس کو اُتروا ڈالا، عورتوں نے

بہت ڈھونڈ مچایا کہ یہ نئے مولوی کہاں سے آئے ہیں؟ ہمارے مولویوں نے اب تک کبھی منع نہیں کیا، کیا اب نئی کتابیں بنی ہیں جو پہلے تھیں وہی اب بھی ہیں؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی کتابیں تو وہی ہیں جو پہلے تھیں لیکن ہم نہیں جانتے کہ ہم کو کیا ہوگیا تھا، اِس قسم کے اور بھی قصص بیان کرتے رہے۔ اِس کے بعد مولوی رشید احمد صاحبؒ کا ذکر آیا، سب نے بیان کیا کہ اس شدت مرض میں بھی رخصت پر عمل نہیں کیا، مرض کی یہ حالت تھی کہ ذرا سی نقل وحرکت میں دست آجاتا تھا، کسی نے پیر چھوا اور حاجت ہوئی، کھڑے ہوئے اور دست آیا، دن بھر میں ستر ستر دست آتے تھے، مگر باوجود اِس کے کبھی چارپائی پر یا کپڑے میں نہیں کیا، ہمیشہ چوکی پر تشریف لیجاتے تھے، حالانکہ اُٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے، لوگوں نے ہر چند سمجھایا مگر نہیں مانے دوسرے کبھی بیٹھکر نماز نہیں پڑھی، فرض ہمیشہ کھڑے ہوکر پڑھتے رہے، جب لوگ زیادہ سمجھاتے تھے تو کہتے تھے کہ "جب تک کھڑا ہوا جاتا ہے بیٹھ کر نہ پڑھوں گا چاہے گر ہی کیوں نہ پڑوں؟ مرض سے اِدھر افاقہ ہوا اور مسجد جانے لگے۔"

تھوڑی دیر کے بعد مولٰنا گھر سے تشریف لائے ہم لوگ جاکر پاس بیٹھے، ۹ بجے تک بیٹھے رہے، ۹ بجے کے کھانا آیا۔ فرمایا، کہ کھانا کھالو، کھانا کھاکر رخصت ہوئے، مغرب کے بعد سہارنپور پہونچے +

[له] جناب مفتی الٰہی بخش صاحب (تلمیذ رشید حضرت شاہ عبدالعزیزؒ علیہ الرحمۃ وخلیفہ حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے اور مثنوی گلزارِ ابراہیمؒ کے مصنف۔ ۱۲ +